آج کے مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ اور اس کا حل

نوٹ فرمائیں' آج کی دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ ان کا مغلوب ہو جانا اور کفر کا غالب حیثیت میں آ جانا ہے۔ دوسرے سب مسائل اس ایک مسئلے کے پیدا کردہ ہیں۔ دنیا کی ڈرائیونگ سیٹ پر کفر براجمان ہے۔ مسلمان بھی اسی کشتی میں موجود ہیں لیکن لرزتے' کانپتے' سسکتے' سہمے ہوئے۔ کفر خود سمیت دنیا والوں کو اندھیروں' ظلمتوں' تاریکیوں' بربادیوں' ویرانیوں کی طرف بگٹٹ لیے جا رہا ہے۔ نادانی میں کفار و مشرکین بھول گئے کہ جس اسلام کو وہ مٹانے کے درپے ہیں وہ صرف مسلمانوں کا ہی نہیں' پوری انسانیت بلکہ حیوانات و نباتات کا بھی خیر خواہ اور فیض رساں ہے۔ مثال کے طور پر اسلام صفائی پر اتنا زور دیتا ہے کہ اس کا مطالبہ صرف یہ نہیں کہ صاف ستھرے رہو۔ اس کے نزدیک صفائی نصف ایمان ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ صفائی کیا انسانیت کی ضرورت نہیں؟ انسان کو کیا غلیظ رہنا چاہئے؟ اسلام سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والے تاجر کو قیامت کے دن نبیوںؑ' صدیقوں اور شہیدوں کا ساتھی قرار دیتا ہے تو یہ امانتدارانہ تجارت کیا انسانیت کی بھلائی کیلئے نہیں؟ اسلام کی ہدایت یہ بھی ہے کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔ یقین جانیں پوری انسانیت اگر اسلام کے اس سنہری اصول پر عمل کرتی تو سرمائے اور محنت کے درمیان جو گھمبیر مسائل آج پیدا ہو چکے ہیں' کبھی پیدا نہ ہوتے۔ اسلام کی یہ بھی تعلیم کہ ضرورت سے زیادہ پانی نہ روکو یعنی اپنا حصہ تو ضرور لو لیکن دوسروں کا حصہ ان کو دو۔ اسلام کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرو' اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کرو۔ جنت نشاں بن جائے یہ دنیا اگر پوری انسانیت اس بے مثل اصول کو اپنا لے۔ اسلام کا یہ بھی قانون ہے کہ مرنے والے کی جائیداد اس کے وارثوں' مرد ہوں یا عورتیں' میں تقسیم کرو۔ پھر اسلام اس تقسیم کو متناسب اور متوازن بناتا ہے کہ معاشرے میں جتنا کسی پر زیادہ بوجھ ہے اتنا ہی وراثت میں اسے زیادہ حصہ دیا گیا ہے۔ بتائیے' ورثاء کو یوں اپنا اپنا مقرر کردہ حصہ وحق کا حصول کیا انسانی فلاح کا ضامن نہیں؟ اسلام سود' جوئے' منشیات' رشوت' سفارش وغیرہ کو حرام قرار دیتا ہے اس حرمت کی خلاف ورزی کر کے آج پوری دنیا تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑی ہے۔

اسلام ہی کی یہ تعلیمات ہیں کہ وقت کی پابندی کرو' عہد کا پاس کرو' سچ بولو' جھوٹ مت بولو' جھوٹی گواہی نہ دو' فریب اور دھوکا دہی کے قریب نہ جاؤ' عجز و انکساری کا دامن تھامو' تکبر و غرور کو قریب نہ پھٹکنے دو' حق سے زیادہ کی حرص نہ کرو' عہدوں کا للچائی ہوئی نگاہ سے نہ دیکھو' بے جا حمایت اور طرف داری نہ کرو' چغل خوری اور غیبت سے پرہیز کرو' کسی کو گالی نہ دو' کسی کو برے القاب سے یاد نہ کرو' کسی کی تحقیر نہ کرو' کم مرتبے والوں کا احترام کرو' بے جا تعریف نہ کرو' حسد سے بچو' زبان کی حفاظت کرو' ایذا رسانی کا رویہ مت اختیار کرو' آشنا ہو یا نا آشنا جو سامنے آئے اسے سلام کرو' علم حاصل کرو' جہالت سے بچو' ایک دوسرے کے ہمدرد اور ساتھی بنو' صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے' نظم و ضبط کی پابندی کرو' امیر کی اطاعت لازم' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض عین۔ بتائیے ان احکامات میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو انسانیت کے حق میں سراپا خیر نہ ہو؟ اسلام کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ ان احسن اوصاف و عادات کو ایک یا چند افراد تک محدود نہیں کرتا' لازم قرار دیتا ہے کہ دنیا کے ہر فرد تک' خواہ وہ کہیں ہمالہ پر ہی آباد کیوں نہ ہو' پہنچایا جائے تا کہ یہ پوری دنیا حسن و خوبی کا مرقع بن جائے۔

افسوس' صد افسوس کس قدر نادان نکلا انسان! ایک طرف تو اسلام انسان ہی کی فلاح و بہبود اور نجات و مغفرت کا دوسرا نام ہے تو دوسری طرف لاکھوں کروڑوں انسان اس دنیا میں گزرے ہیں' آج ہیں اور تا قیامت ہونگے جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ اَن گنت حکومتیں اور حکمران اسلام دشمنی پر کمربستہ ہیں۔ کاش کوئی جانے کہ اسلام پر یلغار حقیقت میں انسانیت پر یلغار ہے۔

کفر کے غلبے کا اندازہ اس سے لگائیں کہ یو این او کے ذیلی ادارے سلامتی کونسل میں پانچ ممالک ویٹو پاور کے حامل ہیں' چراغ لیکر ڈھونڈیں ان میں سے ایک بھی مسلمان ملک شامل نہیں۔ نتیجہ اس کا یہ کہ تمام مسلم ممالک اگر کوئی قرارداد متفقہ بھی تیار کر لیں' ویٹو کی ایک ٹھوکر اس کی دھجیاں بکھیر دیتی ہے۔ پھر یہ بھی کہ طاغوتی دنیا میں کہیں نہ کہیں آئے دن اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کی کتاب...... قرآنِ مجید کی اہانت کی جاتی ہے' پوری اسلامی دنیا احتساب تو کیا ان کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ دنیائے اسلام کے حکمران' علماء' سیاستدان چند دن مذمت مذمت کی گردان کرتے ہیں اور بس۔ یعنی بے بسی اور بے کسی' کیا پستی' زوال اور مغلوبیت اسی کا نام نہیں۔

مسلمانوں کا دنیا میں مغلوب اور کفار و مشرکین کا غالب حیثیت اختیار کرنا ایسی ہمالہ قد تبدیلی ہے جس کا ذکر کرتے لوح و قلم لرزتے ہیں۔ پہلی تبدیلی یہ کہ مسلمان اللہ کی نصرت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں آیا:

"اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے" (آلِ عمران: 160)۔

آج تو جیسے کہ اوپر ذکر ہوا' طاغوتی طاقتیں غالب اور مسلمان مغلوب ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وقت کے موجودہ موڑ پر مسلمانانِ عالم اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔اس سے بڑا مسئلہ اور کیا ہوسکتا ہے؟

مسلمان ہو اور دنیا میں مغلوب' یہ ہے ہی تضاد۔حقیقت میں بہت بڑا تضاد۔قرآنِ مجید اس کا بھی پتہ دیتا ہے' فرمایا گیا:

''دل شکستہ نہ ہو' غم نہ کرو' تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہوئے'' (آلِ عمران: 139)۔

یعنی غالب ہونا اور مومن ہونا لازم و ملزوم ہے۔اب جب کہ مسلمان دنیا مغلوب ہیں تو اس میں کیا شک کہ ان کا مسلمان ہونا مشکوک ہو چکا۔بتایئے کسی کا مسلمان نہ رہنا' کیا یہ ہمالہ قد تبدیلی نہیں؟

صرف یہی نہیں کہ آج مغلوبیت کی صورت میں مسلمانوں کا مسلمان ہونا مشکوک ہو چکا اور وہ نصرتِ ایزدی سے محروم ہو چکے بلکہ مغلوبیت کے شکار آج کے مسلمانوں کو چاروناچار غالب طاغوتی طاقتوں کے دین کو اپنانا پڑا ہوا ہے اس لیے کہ دین (طرزِ زندگی) دنیا میں غالب قوت کا ہوتا ہے خواہ وہ کتنا ہی بے بنیاد اور ضرر نقصان کیوں نہ ہو۔ایسا ہی ہے جیسے کہ کسی گاؤں والے اپنے گاؤں کے چودھری کی عادات و اطوار' خواہ وہ کتنی ہی پست اور بودی کیوں نہ ہوں' اپنانے میں عافیت و فخر محسوس کرتے ہیں۔آج کی دنیا میں جب مسلمان مغلوب ہیں تو وہ دو بڑے گروہوں میں منقسم ہیں۔ایک گروہ پانی کے بہاؤ کی سمت میں بہہ رہا ہے یعنی برضا و رغبت طاغوتی طاقتوں کا ہم پیالہ و ہم نوالہ بنا ہوا ہے' دلدادہ ہے تو طاغوتی کلچر اور ثقافت کا۔گرین کارڈ کا متلاشی ہوتا ہے یعنی اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ انہی میں گل مل جائے۔ایسے گروہ کو جو طاغوت سے دوستی رکھے قرآن مجید بھی طاغوت جیسا ہی قرار دیتا ہے (مائدہ: 51)۔اکثر و بیشتر یہ وہی گروہ ہے جو مسلمان ممالک میں صاحبِ ثروت اور با اقتدار ہے۔یہ گروہ طاغوتی طاقتوں سے مل کر اپنے بہن بھائیوں کو مارنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتا۔پھر یہی گروہ ہے جو کچھ اسلام اور کچھ غیر اسلام کے ملغوبے کو اختیار کرنے کا عادی' اس دنیا میں ذلت و رسوائی سے دوچار ہے اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا سزاوار ہوگا (بقرۃ: 85)۔

مغلوبیت کے اس دور میں مسلمانوں کا ایک دوسرا گروہ ہے جو پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں رواں دواں' بظاہر قلیل لیکن بڑا مضبوط' غیور اور پیغمبرانہ روش کا حامل۔یہ طاغوتی غلبے کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا۔یہ گروہ طاغوتی طاقتوں کا ٹارگٹ ہے۔وہ اپنے دین پر قائم رہنا چاہتا ہے لیکن طاغوت اسے کچلنے کے درپے ہے کیونکہ اس کے نزدیک یہ گروہ اس لیے دہشت گرد ہے کہ وہ طاغوت کا باغی ہے۔دونوں میں لڑائی جاری ہے اختتام پر واضح ہوگا کہ برسرِ پیکار گروہوں میں کونسا گروہ غالب ہے اور کونسا مغلوب۔یعنی مغلوبیت کے دور میں بھی یہ گروہ مغلوب نہیں' الٹا غالب ہونے کی کوشش میں ہے۔

مغلوبیت کے یہ ہمالہ قد نقصانات' بنابریں اللہ تعالیٰ نے لازم قرار دیا کہ مسلمان دنیا میں مغلوب ہو کر کبھی نہ رہیں۔امتِ مسلمہ کو ''خیرِ امت'' قرار دے کر اسے ایسے فرائض منصبی سونپ دیئے جو مسلمانوں کے دنیا میں غالب ہونے کی حیثیت میں ہی قرار پا سکتے ہیں۔فریضۂ غلبۂ دینِ حق' فریضۂ شہادت علی الناس' فریضۂ امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ تبھی ادا ہو سکتے ہیں جب مسلمان دنیا میں غالب اور کفار و مشرکین چھوٹے ہو کر رہیں۔الحمد سے لیکر الناس تک پورا قرآنِ مجید پڑھ جائیں' مسلمانوں کے دنیا میں مغلوب رہنے کا پروگرام کہیں نہیں ملتا۔ملتا ہے تو بطور غالب قوت رہنے کا' بنابریں رسول ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی غلبۂ دینِ حق قرار دیا' ایک دفعہ نہیں' دو دفعہ نہیں' تین دفعہ یعنی توبہ: 33' فتح: 28 اور صف: 9 میں۔فرمایا:

''وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے پوری جنسِ دین پر غالب کر دے''۔

بعدِ رسالت یہی ہدف ہے جو امتِ مسلمہ کو دیا گیا۔فرمایا:

''اے ایمان لانے والو! ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کیلئے ہو جائے'' (انفال: 39)۔

دنیائے اسلام کے چوٹی کے علماءِ کرام' مفکرین اور دانشور سر جوڑ کر بیٹھیں یہ فیصلہ کرنے کیلئے کہ اس مسئلے سے اور کونسا مسئلہ بڑا ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے ہم آج کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محروم ہیں' ہمارا مسلمان ہونا مشکوک ہو چکا اور ہمارے ہاں کا ایک مؤثر طبقہ اغیار کے دین کی طرف مائل ہو چکا۔توبہ استغفار' مغلوبیت سے سو بار توبہ پناہ۔

مسئلہ پیدا ہوا تو کیسے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی بیماری کے علاج میں بیماری کی تشخیص کا بنیادی دخل ہوتا ہے۔بصورتِ دیگر علاج کی خاطر دی جانے والی دوا بعض اوقات بیماری کو بڑھانے کا باعث بن جاتی ہے۔مذکورہ مسئلے کی وجوہات کا کھوج ہمارے ہاں کے فکر و تدبر والے حلقے کرتے رہتے ہیں۔کچھ حلقوں کا خیال ہے کہ امتِ مسلمہ کو اس مسئلے سے اس لیے دوچار ہونا پڑا کہ ہمارے ہاں یعنی مسلم ممالک میں شرحِ خواندگی کم ہے۔کچھ لوگ ہمارے ہاں مطلوبہ ٹیکنالوجی کے نہ ہونے کو وجہِ زوال قرار دیتے ہیں۔اس رائے کا بھی اظہار کیا جاتا ہے کہ ہم مسلمانوں میں

اتحاد کا فقدان ہے۔ کفار و مشرکین تو نیٹو، یورپی یونین وغیرہ کی شکل میں متحد ہیں اور ہم مسلمان منتشر۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان مختلف آراء میں کافی وزن ہے لیکن پتے کی بات یہ ہے کہ یہ جتنی خامیاں گنوائی جاتی ہیں، مسئلہ مغلوبیت کے اسباب نہیں، سبب صرف ایک ہے اور یہ سب خامیاں اس ایک سبب کا نتیجہ ہیں۔ مغلوبیت بذاتِ خود اس ایک سبب کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی ایک ہمالہ قد بھول کہ وہ سبب، شومیٔ قسمت، امت کی نگاہوں سے اوجھل ہے، کوئی اس کا نام نہیں لیتا۔ مذکورہ اور اَن گنت دوسرے نتائج کے پیچھے چھپا، نوٹ فرمائیں، سبب یہ ہے کہ جس دین کو دینِ اسلام سمجھ کر ہم آج کے مسلمان اختیار کیے ہوئے ہیں یہ وہ دین نہیں ہے جو نبیٔ کائنات ﷺ امت کے سپرد کر کے گئے تھے۔ قرآن و سنت میں تو وہ دین اسی طرح موجود ہے جیسے کہ امت کے سپرد کیا گیا تھا اور اس موجودگی سے ہی پتہ چلتا ہے کہ انحراف ہوا تو کتنا اور کہاں کہاں؟ جس دین کو آج ہم مسلمانوں نے اپنا رکھا ہے وہ اصل میں ''دینِ ملوک'' ہے۔ دورِ ملوکیت میں اصل دین سے ایسے ادارے نکال دیئے گئے جو قرآنِ مجید میں تو موجود ہیں یعنی قرآنی ادارے ہیں لیکن ہمارے اختیار کردہ دین میں وہ نہیں ہیں۔ درج ذیل چار قرآنی ادارے دورِ خلافتِ راشدہ میں تو دین کا حصہ تھے، آج ہمارے اختیار کردہ دین (نظامِ زندگی) سے معدوم ہیں۔

1- خلیفۃ المسلمین (امیر المؤمنین)

خلیفۃ المسلمین کو دین میں محور کی حیثیت حاصل ہے۔ یاد رہے خلیفۃ المسلمین کی تعریف جیسے کہ اس کے الفاظ سے ظاہر ہے، کسی صوبے کا نہیں، کسی ملک کا نہیں، پوری اسلامی دنیا کا واحد حکمران۔ پورے دورِ نبوت میں کی گئی کاوشوں اور قربانیوں کا حاصل خلیفہ کو لانا یا دوسرے لفظوں میں نظامِ خلافت کو قائم کرنا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو دورِ جہالت تھا، دنیا سے تشریف لے گئے تو دورِ خلافت تھا۔ کہاں ہے آج خلیفۃ المسلمین، کیا کوئی ایسا اسلام ہے جو خلیفۃ المسلمین کے بغیر ہو؟ ملوک نے پہلا وار ہی اس پر کیا جو دورِ نبوت کی جانفشانیوں کا حاصل تھا۔ صدیاں بیت گئیں ہمارے اختیار کردہ دین میں خلیفۃ المسلمین کا وجود نہیں۔ دینِ اسلام بے دینی کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔ بے دینی کا حاصل مغلوبیت ہی ہو سکتی ہے اور ہے۔ دورِ خلافتِ راشدہ میں جب خلیفۃ المسلمین دینِ حق کا حصہ تھا، مسلمان ہی دنیا میں بطور غالب قوت موجود تھے۔ جتنا بڑا دین سے انحراف ہوا، اتنی ہی بڑی بھول، امتِ مسلمہ نظامِ خلیفہ و خلافت کو تیاگ کر کے صدیوں سے لمبی تان کر سوئی ہوئی ہے جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ (اس سلسلہ کی مزید تفصیلات ہماری تصنیف ''کتابِ خلافت'' میں ملاحظہ فرمائیں)

2- اولوالامر

صرف اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت ہی نہیں، ایک تیسری اطاعت کا بھی، مشروط سہی، قرآن ذکر کرتا ہے۔ کہاں ہیں اولوالامر جن کی اطاعت کی جائے؟ خلیفۃ المسلمین کو اولوالامر میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے، جب خلیفۃ المسلمین نہ رہا تو اولوالامر نہ رہے۔ بھول گئے مسلمان تو اس لیے کہ اولوالامر کو لانے کیلئے خلیفۃ المسلمین کو دین کا حصہ بنانا پڑتا ہے یا نظامِ خلافت کو بحال کرنا پڑتا ہے لیکن اس کو تو ایک ناممکن عمل قرار دے کر ہم مسلمان سو گئے۔ تین اطاعتیں یعنی اللہ، رسول ﷺ اور اولوالامر کی اطاعت کی بجائے ہم نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت تک محدود کر لیا۔ ادھوری ہے ہماری اطاعت اور ادھورا ہے ہمارا اختیار کردہ دین، نتیجہ مغلوبیت۔

3- شوریٰ

ارکانِ شوریٰ نے کسی بھی مطلوبہ معاملے میں قرآن و سنت کی روشنی میں اس خلیفۃ المسلمین کو مشورہ دینا ہوتا ہے جو خود ہمارے اختیار کردہ دین سے معدوم ہے۔ ایسا دین جس میں شوریٰ کا وجود نہیں، ہم ہی اسے دینِ اسلام قرار دیئے ہوئے ہیں ورنہ قرآن و سنت تو صرف اس کو ''اسلام'' قرار دیتے ہیں جس میں شوریٰ کا وجود ہو۔ ادھورا ہے وہ دین جسے آج کے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے، نتیجہ ظاہر ہے مغلوبیت۔

4- امّتِ مسلمہ

قرآن و سنت متعدد ایسے فرائض مسلمانوں پر عائد کرتے ہیں جو صرف امتی سطح پر کیے جا سکتے ہیں۔ خود غلبۂ دین، پھر فریضۂ شہادت علی الناس، فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر عالمی سطح پر تبھی ادا کیے جا سکتے ہیں جب امتِ مسلمہ کا وجود ہو۔ عرصہ ہوا امتِ مسلمہ اَن گنت اقوام میں بٹ گئی، زیرِ آسماں امتِ مسلمہ کا وجود کہیں نہیں۔ بنا بریں مسلمانوں سے مذکورہ فرائضِ منصبی کما حقہٗ ادا نہیں ہو رہے، نتیجہ مغلوبیت۔

صدیاں بیت گئیں مسلمان دینِ حق کی بجائے دینِ ملوک اپنائے ہوئے ہیں۔ کون و مکاں حیران و ششدر کہ مسلمان یہ ادراک بھی نہ کر پائے کہ دینِ اسلام کی تمام برکات

آج 180 درجے برعکس ہوگئیں۔ عدل کی بجائے ظلم، امن کی بجائے بدامنی، خوشحالی کی بجائے پسماندگی ودرماندگی، اتحاد کی بجائے انتشار، غلبے کی بجائے مغلوبیت، آخر کیوں؟

حل:

اللہ تعالیٰ اس کا حل خود بیان کرتے ہیں، قرآنِ مجید میں آیا:

''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لیے ان کے اس دین کو غالب کرے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی حالتِ خوف کو امن سے بدل دے گا......'' (نور:55)۔

یعنی غلبۂ دینِ حق دوسرا مرحلہ ہے، پہلا مرحلہ قیامِ خلافت کا ہے جس کے طے ہونے سے ہی دوسرا مرحلہ معرضِ وجود میں آئے گا۔ مسلمان چین نہ لیں جب تک موجودہ مسلمان ممالک کو باہم مدغم کر کے اسلام کی عظیم تر مملکتِ واحدہ کو وجود میں نہیں لایا جاتا جو ایک حکمران یعنی خلیفۃ المسلمین کی سرکردگی میں ہو اور جس کا آئین قرآن ہو۔ گیند دنیائے اسلام کے علماء وخطباء کے کورٹ میں ہے، بحالیِ خلافت کے یک نکاتی ایجنڈے کو لے کر آگے بڑھیں، انشاء اللہ چند ہی مہینوں میں وہ نظام قائم ہو جائے گا جس کا نام ہے ''نظامِ خلافت''۔